فتاویٰ اہلحدیث

از

مجتہد العصر حافظ عبد اللہ محدث روپڑی

ادارہ احیاء السنۃ النبویۃ

ڈی بلاک سٹیلائٹ ٹاؤن سرگودھا

فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون ۝

فتاویٰ اہلحدیث

جلد اوّل

از

مجتہد العصر حافظ عبداللہ محدث روپڑی

المتوفیٰ

۱۱ ربیع الثانی ۱۳۸۴ھ ۝ ۲۰ اگست ۱۹۶۴ء

شائع کردہ

ادارہ احیاء السنۃ النبویۃ

ڈی بلاک سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

(پاکستان)

انتساب

علم وتحقیق کا یہ گراں قدر مجموعہ ان سعید روحوں کے نام منسوب ہے جن کے نزدیک دنیا میں رشد و ہدایت کا سرچشمہ اور آخرت میں فلاح وبہبود کا واحد ذریعہ رائے اور قیاس کی بجائے صرف قرآن اور سنت ہے۔

مرتب فتاویٰ

نام کتاب ـــــ فتاویٰ اہلحدیث جلد اول

تاریخ اشاعت ـــــ ۲۵ ذوالقعدہ ۱۳۹۲ھ مطابق یکم جنوری ۱۹۷۳ء

تعداد ـــــ ایک ہزار

قیمت مجلد ـــــ ۱۸/-

پریس ـــــ کیمبرج پریس لاہور

ملنے کا پتہ نمبر۱ ـــــ مکتبہ تنظیم اہلحدیث چوک دالگراں لاہور

نمبر۲ ـــــ ادارہ احیاء السنۃ النبویہ ڈی بلاک سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

ہے۔ وہ بھی اچھا ہے۔

رہا ان لوگوں سے میل ملاپ تو یہ بالکل ناجائز ہے۔ ابن کثیر جلد دوم ص۲۰۱ میں مسند احمد وغیرہ سے یہ حدیث ذکر کی ہے۔ کہ جب تم متشابہ آیتوں کے پیچھے جانے والوں کو دیکھو۔ تو ان سے بچو۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ان لوگوں سے ناطہ رشتہ وغیرہ کرنا یا ویسے میل ملاپ رکھنا یا نماز میں امام بنانا اس قسم کا تعلق کوئی بھی جائز نہیں۔ بلکہ جو ان میں سے کافر ہیں۔ اگر اتفاقی طور پر ان کے پیچھے نماز پڑھ لی جائے یا غلطی سے ان کے ساتھ نکاح کا تعلق ہو گیا ہو۔ تو نماز بھی صحیح نہیں اور نکاح بھی صحیح نہیں۔ نماز کا اعادہ کرنا چاہیئے۔ بلکہ اگر نکاح پڑھا ہوا ہو۔ اور بعد میں ایسی بدعت کے مرتکب ہوئے جو حد کفر کو پہنچ گئی۔ تو بھی نکاح خود بخود فسخ ہو جاتا ہے۔ طلاق کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتّٰى يُؤْمِنُوا یعنی مشرک مردوں کو نکاح نہ دو اور دوسری جگہ ہے وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ یعنی کافر عورتوں کے ساتھ نکاح مت رکھو۔ اگر اسی حالت میں مر جائیں مسلمان ان کے وارث نہیں اور یہ مسلمانوں کے وارث نہیں۔

عبداللہ امرتسری

سوال :- جس حدیث میں امت کے تہتر گروہوں میں تقسیم ہونے کا بیان ہے۔ اس لفظ امت سے امت اجابت مراد ہے یا امت دعوت؟

سیٹھ ابراہیم حسین از بنگلور ۲۹ ۵/ ۱۹۹۱ء

جواب :- اس حدیث سے امت اجابت مراد ہے۔ یعنی مسلمانوں کے تہتر فرقے ہو جائیں گے۔ جس کی کئی وجہ ہیں۔

پہلی وجہ :- یہ کہ اس حدیث میں پہلے ذکر ہے۔ کہ تم بنی اسرائیل کے برابر ہو جاؤ گے۔ جیسے جوتے کا ایک پاؤں دوسرے کے برابر ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر ان میں سے کسی نے ماں سے بدکاری کی ہوگی۔ تو تم میں سے بھی کوئی یہ کام کرے گا۔ پھر فرمایا بنی اسرائیل بہتر فرقے ہو گئے تم تہتر ہو جاؤ گے اور ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل موسیٰ علیہ السلام کی امت اجابت ہے تو اس امت سے بھی امت اجابت مراد ہونی چاہیئے۔ تاکہ مقابلہ اور موازنہ برابر ٹھیک ہو جائے۔

دوسری وجہ :- یہ کہ آپ نے آئندہ کی پیشگوئی فرمائی ہے۔ اگر کفار بھی شامل ہوتے تو یہ فرقے اس وقت بھی موجود تھے۔ پھر آئندہ کی پیشگوئی کا کیا معنی؟

تیسری وجہ:۔ یہ کہ حضورؐ کا مقصد ڈرانا ہے۔ تاکہ گمراہ فرقوں سے پرہیز کیا جائے۔ اس سلسلہ میں کفار کے فرقوں کا ذکر فضول ہے کیونکہ وہ حضورؐ کی نبوّت سے منکر ہیں۔ اور آپ کو معاذ اللہ کاذب سمجھتے ہیں۔ تو وہ اہلِ اسلام کی گمراہی کا سبب نہیں ہوسکتے۔ بلکہ گمراہی کا باعث اسلامی دعویٰ اور اسلامی رنگ ڈھنگ میں اپنے خیالات کو پیش کرنا ہے اور یہ بات اسلامی فرقوں ہی میں پائی جاتی ہے۔ پس وہی مراد ہوں گے۔

چوتھی وجہ:۔ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناجی فرقہ کی پہچان میں صحابہؓ کا بھی ذکر کیا ہے اور ظاہر ہے کہ کفار کی پہچان کے لئے صحابہؓ کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ ان کی پہچان صرف یہی ہے کہ وہ آپ کی رسالت کے منکر ہیں۔ ہاں اسلامی فرقوں کی پہچان کے لئے صحابہؓ کی ضرورت ہے۔ کیونکہ ہر ایک کا دعویٰ ہے کہ میں کتاب و سنّت کو مانتا ہوں۔ سو اس کی پہچان میں صحابہؓ کو دخل ہے۔ اگر قرآن و حدیث کو اسی طریق پر تسلیم کیا جائے جیسے صحابہؓ نے کیا۔ اور ان کے موافق تفسیر کی۔ تو وہ ناجی ہے ورنہ اہلِ نار سے ہے۔ اس قسم کے بعض اور وجوہ بھی ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اُمّت سے مراد اُمّت اجابت ہے۔ اور ترمذی میں ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔ اور مجمع البحار والے نے تذکرۃ الموضوعات کے صہ۱۵ میں اس کو حسن کہا ہے اور یہ حدیث مختصر بھی مروی ہے جس میں صرف اتنا ذکر ہے۔ کہ یہود و نصاریٰ بہتر فرقے ہوگئے میری اُمّت تہتر فرقے ہوجائے گی۔ اور اس کو ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے۔ ترمذی باب افتراق ہذہ الامۃ صہ۹۸ جلد ۲ علاوہ اس کے یہ حدیث قرناً بعد قرنٍ ایسی مشہور چلی آتی ہے کہ اس شہرت نے اس کو اعلیٰ درجہ کی صحیح بنا دیا ہے۔

سوال:۔ ناجی گروہ کون ہے؟ کل مسلمان یا ان میں سے کوئی خاص گروہ مُراد ہے۔ حدیث مَآ اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ کا کیا مطلب ہے؟

جواب:۔ ناجی گروہ خاص ہے جس کی پہچان نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مَآ اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ بتلائی ہے۔ مَآ اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ کا مطلب ذرا تفصیل چاہتا ہے یہاں اس مسئلہ کو مختصر ذکر کرتے ہیں تفصیل کی گنجائش نہیں۔ اگر تفصیل مطلوب ہو تو ہمارا رسالہ حق و باطل کا معیار ملاحظہ فرمایا جائے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل بہتر فرقے ہوگئے میری اُمت تہتر فرقے ہوجائے گی۔ سب جہنمی ہیں۔ صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا۔ صحابہؓ نے پوچھا یا رسُول اللہ! وہ کونسا ہے؟ فرمایا مَآ انا علیہ واصحابی جس پر میں اور میرے صحابہؓ ہیں۔ اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرقہ حقّہ کا معیار دو چیزیں تلائی ہیں۔ ایک اپنی ذات بابرکات۔ دوم صحابہؓ کا وجود باجود۔ قبل ازیں کہ ان دونوں کی نسبت کچھ ذکر کیا جائے تھوڑی سی تمہید سُن لیں۔

علمی بحث جو شے دوسری چیز کا معیار ہو کیا وہ خود معیار کی محتاج ہو گی یا نہ ؟ اگر نہ ہو تو معاملہ صاف ہو گیا۔ اگر ہو تو پھر ایک اور معیار کی ضرورت ہو گی جس سے اس معیار کو جانچا جائے۔ اس بناء پر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس حدیث میں حضوؐر نے اپنی ذات کو فرقہ حقہ کا معیار قرار دیا ہے۔ یعنی جس طریق پر آپ ہوں گے۔ اسی طریق پر چلنے والا فرقہ حق پر ہو گا۔

لیکن اگر کوئی شبہ کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تو فرقہ حقہ میں داخل ہیں تو ان کی جانچ کس طرح ہو گی ؟ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ ان کی جانچ معجزات اور نشانات وغیرہ سے ہو گی۔ یعنی معجزات اور نشانات وغیرہ سے سمجھ لیا جائے گا۔ کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اور جو کچھ فرماتے ہیں وہ خدا کی طرف سے ہے۔ اور حق سے مُراد یہاں یہی ہے۔ جو خدا کی طرف سے ہو پس اس طریق سے بحیثیت رسالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معیار ہوئے۔

دوسری چیز جس کو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معیار قرار دیا ہے۔ وہ صحابہؓ ہیں۔ یعنی جس طریق پر صحابہؓ ہوں گے اس طریق پر چلنے والا فرقہ حق پر ہو گا۔ جو ان کے خلاف ہو گا۔ وہ باطل پرست ہے۔ اب یہاں دو شبہات ہیں۔ ایک یہ کہ صحابہؓ بھی فرقہ میں داخل ہیں۔ تو ان کی جانچ کس طرح ہو گی ؟ دوم یہ کہ صحابہؓ کا طریق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق سے جُدا ہے یا نہیں ؟ اگر جُدا ہے تو صحابہؓ معاذ اللہ باطل پرست ہوئے کیونکہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا طریق باطل ہے اور اگر صحابہؓ کا طریق رسول اللہ صلی اللہ سے جُدا نہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ کی ذات ہی معیار ہوئی۔ صحابہؓ کو معیار کیوں بنایا ؟ — پہلے شبہ کا جواب یہ ہے کہ صحابہؓ بے شک فرقہ حقہ میں داخل ہیں۔ لیکن ان کے حق پر ہونے کی جانچ صحابیت سے ہو گی۔ یعنی جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت رسالت معیار ہیں۔ اور آپ کی رسالت معجزات اور نشانات وغیرہ سے پہچانی جاتی ہے۔ اسی طرح صحابہؓ بحیثیت صحابیت معیار ہیں۔ اور صحابیت پہچاننے کا معیار الگ ہے۔

تفصیلی بیان صحابی کی تعریف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان کی حالت میں ملاقات کی ہو۔ اور ایمان پر ہی خاتمہ ہو گیا ہو۔ ایمان پر خاتمہ کا پتہ کس طرح لگے ؟ اس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ جیسے عام طور پر حسن ظن رکھتے ہوئے ایک دوسرے کو مومن سمجھ لیا جاتا ہے اور حسن خاتمہ کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ اسی طرح صحابہؓ کے ایمان اور خاتمہ کا پتہ لگایا جائے۔ دوم یہ کہ خدا اور رسُول کی شہادت ہو کہ فلاں ایمان والا ہے فلاں کو خدا اور اس کا رسُول دوست رکھتے ہیں۔ فلاں جنتی ہے فلاں سے خدا راضی ہے وغیرہ وغیرہ —— ثانی الذکر اصل معیار ہے اور صحابیت کا اعلیٰ مقام ہے اور اوّل الذکر دوسرے درجہ پر ہے جو ثانی الذکر کے تابع ہے اس لئے رسالہ تعریف

ہل سُنّت میں ہم نے ثانی الذکر پر ہی اکتفا کی ہے۔ ہاں اگر اوّل الذکر کسی کے ایمان اور حسن خاتمہ پر قریباً متفق ہوں
یہ ثانی الذکر کے حکم میں ہوسکتا ہے۔ بہرصورت صحابہؓ کا معیار ہونا بحیثیت صحابیّت ہے۔ جس کا مدار ایمان اور حسن
اتمہ پر ہے جب ایمان اور حسن خاتمہ کا علم ہوگیا تو صحابیت کا پتہ آسانی سے لگ گیا پس اس طریق سے صحابہؓ
حیثیت صحابیؓ معیار حق ہے ——— دوسرے شبہ کا جواب یہ ہے کہ قرآن مجید کی لفظی حفاظت کا ذمہ خُدا نے خود لیا ہے۔
س میں نہ کسی قسم کا اختلاف ہوا نہ ہوسکتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (۱۴ع۱)
ے شک ہم نے ہی قرآن اتارا اور بے شک ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

خدائی حفاظت کا نتیجہ یہ ہے کہ آج قرآن مجید ہمارے پاس جوں کا توں موجود ہے۔ اس میں زیر زبر تک فرق
ہیں پڑا ہاں اس کی تفسیر اور معانی میں بڑا اختلاف ہے یہی اختلاف فرقہ بندیوں کا منبع ہے۔ ہر فرقہ کا دعویٰ ہے
ہماری تفسیر عربیت کی رو سے صحیح ہے۔ اس موقع پر جس کی تفسیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہؓ کی تفسیر
ے موافق ہوگی وہی فرقہ حق ہوگا۔ باقی سب باطل اور گمراہ ہوں گے۔ مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي سے یہی مراد ہے۔

لاصہ یہ ہے کہ صحابہؓ کا طریق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق سے الگ نہیں مگر جہاں حدیث سے تفسیر نہ
ملے۔۔۔ وہاں صحابہؓ کی تفسیر رسول کا طریق ہے۔ اور وہی خدا کی منشا ہے پس حدیث سے تفسیر نہ ملے وہاں صحابہؓ
ی لینی چاہیئے۔ کیونکہ ایک تو قرآن مجید ان کی مادری زبان تھی دوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحبت یافتہ اور
اگرد تھے وحی ان کے سامنے اتری قرائن اور احوال ان کے سامنے تھے۔ علم صحیح اور عمل صالح رکھتے تھے غرض
نی باتیں کسی کلام کے صحیح مطلب سمجھنے کے لیے ضروری ہیں۔ وہ ان میں بوجہ اتم موجود تھیں۔ سب سے بڑھ
ر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شاگردی صحبت کا فیض اور مشاہدہ قرائن واحوال یہ وہ چیزیں ہیں کہ بعد والے ان
ے محروم ہیں۔ اس لئے اختلاف اور فرقہ بندیوں کے وقت صحیح تفسیر کا معیار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان
قرار دیا ہے۔ ایسے موقع پر صحیح تفسیر خدائی منشا کے مطابق جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے پہنچانا چاہتے
ں وہی ہے۔ جو سلف کے موافق ہو ان کے خلاف تفسیر کرنے والا بدعتی گمراہ جہنمی ہے خاص کر جس تفسیر میں صحابہؓ
ے اختلاف مروی نہ ہو یا جس مسئلہ پر صحابہؓ کا اتفاق ہو وہ قطعیت کے درجہ کو پہنچ جاتی ہے۔ ایسے موقعہ پر سلف
ی مخالفت کرنے والا بعید نہیں۔ کہ کفر تک پہنچ جائے۔ یعنی اسلام سے بالکل خارج ہوجائے۔ جیسے عیسیٰ علیہ السلام
دوبارہ آنا نہیں مانتے یا ختم نبوت کے قائل نہیں۔ یا جیسے چکڑالوی حدیث ہی کے منکر ہیں حالانکہ حجیّت حدیث
صحابہ متفق ہیں۔ اس طرح شیعہ اصحاب ثلاثہ کی خلافت کے منکر ہیں یہی نہیں بلکہ ان کی صحابیت کے منکر ہیں۔

نیز یہاں ایک اور بات بھی غور طلب ہے وہ یہ کہ رسُول کے معنی مُرسل کے ہیں۔ اور قرآن مجید میں کئی جگہ ایک کی جگہ دوسرا لفظ استعمال ہوتا ہے، جیسے دوسرے پارہ کے اخیر میں فرمایا۔

اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ (یعنی اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بیشک تُو پیغمبروں میں سے ہے) اس کے متصل فرمایا۔

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ۔

(یعنی یہ پیغمبر (جن سے ایک آپؐ بھی ہیں ان میں سے) بعض کو بعض پر ہم نے فضیلت دی ہے) یہاں پہلے جن کے حق میں مُرسَل کہا ہے۔ پھر انہی کو "رسُول" کہہ کر خطاب فرمایا اور بشر رسُول ہیں اسی طرح پارہ ۱۲ رکوع ۷ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کا قصّہ ذکر کیا ہے اس میں بھی مُرسَلُ کا لفظ ہے اور یہی قصّہ پارہ ۱۴ رکوع ۴-۵ اور پارہ ۲۶ رکوع اخیر میں ذکر فرمایا اور وہاں بھی مُرسَلُ کا لفظ آیا ہے اور مراد دونوں جگہ فرشتے ہیں۔ پس جب قرآن مجید میں دونوں ایک ہیں تو جیسے المرسل سے مراد قرآن مجید میں فرشتہ آیا ہے۔ اَلرَّسُوْل سے مراد بھی فرشتہ ہو سکتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ ہم تو ایک ہی بات جانتے ہیں وہ یہ کہ سلف کا خلاف جائز نہیں کیونکہ وہ لغت اور اصطلاحات سے غافل نہ تھے ہماری اصطلاحات، سلف صالحینؒ کے مقابلہ میں محض "ڈھکوسلے" ہیں اور کچھ نہیں۔ ۷۳ فرقوں میں سے ایک ہی فرقہ حق ہے اور وہ "ما انا علیہ واصحابی" ہے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ناجی فرقہ وہ ہے جس پر میں اور میرے صحابہؓ ہیں)

ملاحظہ ہو مشکوٰۃ باب الاعتصام ص ۳۰) عبداللہ امرتسری روپڑی ۵ رجولائی ۱۹۶۳ء

خاکساری فتنہ!

عنایت اللہ "مشرقی" کی بعض تحریرات اور ان کے انکشافِ حقیقت کے متعلق سوال بخدمت شریف جناب حافظ صاحب مدظلہٗ

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ مندرجہ ذیل اقتباسات عنایت اللہ مشرقی کے اخبار "الاصلاح"، "دعوت" وغیرہ سے لئے گئے ہیں۔ ان پر روشنی ڈالیں کہ یہ صحیح ہیں یا غلط۔ اور ان کی